پڑا رہے گا)۔(١٣)

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾

بیشک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا۔[1] (١٤)

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾

اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔(١٥)

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾

لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔(١٦)

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾

اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے۔[2] (١٧)

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾

یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں۔(١٨)

صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

(یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔(١٩)

سُورَةُ الغَاشِيَةِ

سورۂ غاشیہ مکی ہے اور اس میں چھبیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾

کیا تجھے بھی چھپا لینے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے۔[3] (١)

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔[4] (٢)

عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ﴿٣﴾

(اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے۔[5] (٣)

اس طرح جی اٹھیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے پر دانہ اگ آتا ہے۔ (صحیح مسلم' کتاب الإیمان' باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار)

(١) جنہوں نے اپنے نفس کو اخلاق رذیلہ سے اور دلوں کو شرک و معصیت کی آلودگیوں سے پاک کر لیا۔

(٢) کیوں کہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے' جب کہ آخرت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے' اس لیے عاقل فانی چیز کو باقی رہنے والی پر ترجیح نہیں دیتا۔

☆۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ کے ساتھ سورۂ غاشیہ بھی پڑھتے تھے۔(موطأ إمام مالك' باب القراءة في صلاة الجمعة)

(٣) هَلْ بمعنی قَدْ ہے۔ غَاشِيَةٌ سے مراد قیامت ہے۔ اس لیے کہ اس کی ہولناکیاں تمام مخلوق کو ڈھانک لیں گی۔

(٤) یعنی کافروں کے چہرے۔ خَاشِعَةٌ جھکے ہوئے' پست اور ذلیل۔ جیسے' نمازی' نماز کی حالت میں اللہ کے سامنے عاجزی اور تذلل سے جھکا ہوتا ہے۔

(٥) نَاصِبَةٌ کے معنی ہیں' تھک کر چور ہو جانا۔ یعنی انہیں اتنا پر مشقت عذاب ہو گا کہ اس سے ان کا سخت برا حال ہو

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴
وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔(۴)

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵
اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا۔[1] (۵)

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶
ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہو گا۔[2] (۶)

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷
جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔(۷)

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸
بہت سے چہرے اس دن تروتازہ اور (آسودہ حال) ہوں گے۔(۸)

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹
اپنی کوشش پر خوش ہوں گے۔(۹)

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰
بلند و بالا جنتوں میں ہوں گے۔(۱۰)

لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱
جہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے۔(۱۱)

فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲
جہاں بہتا ہوا چشمہ ہو گا۔(۱۲)

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳
(اور) اس میں اونچے اونچے تخت ہوں گے۔(۱۳)

وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴
اور آبخورے رکھے ہوئے (ہوں گے)۔(۱۴)

وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵
اور ایک قطار میں لگے ہوئے تکیے ہوں گے۔(۱۵)

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶
اور مخملی مسندیں پھیلی پڑی ہوں گی۔[3] (۱۶)

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷
کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے

گا۔ اس کا ایک دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں عمل کر کر کے تھکے ہوئے ہوں گے یعنی بہت عمل کرتے رہے ہوں گے۔ لیکن وہ عمل باطل مذہب کے مطابق یا بدعات پر مبنی ہوں گے' اس لیے "عبادات" اور "اعمال شاقہ" کے باوجود جہنم میں جائیں گے۔ چنانچہ اسی مفہوم کی رو سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾ سے نصاریٰ مراد لیے ہیں (صحیح البخاری' تفسیر سورۃ غاشیۃ)

(۱) یہاں وہ سخت کھولتا ہوا پانی مراد ہے جس کی گرمی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو۔ (فتح القدیر)

(۲) یہ ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے جسے خشک ہونے پر جانور بھی کھانا پسند نہیں کرتے۔ بہرحال یہ بھی زقوم کی طرح ایک نہایت تلخ' بدمزہ اور ناپاک ترین کھانا ہو گا' جو جزو بدن بنے گا' نہ اس سے بھوک ہی مٹے گی۔

(۳) یہ اہل جنت کا تذکرہ ہے' جو جہنمیوں کے برعکس نہایت آسودہ حال اور ہر قسم کی آسائشوں سے بہرہ ور ہوں گے۔ عَيْنٌ بطور جنس کے ہے' یعنی متعدد چشمے ہوں گے۔ نَمَارِقُ بمعنی وَسَائِدَ (تکیے) ہے زَرَابِيُّ مسندیں' قالین اور گدے بستر مَبْثُوْثَةٌ پھیلی ہوئی۔ یعنی یہ مسندیں جگہ جگہ بچھی ہوں گی۔ اہل جنت جہاں آرام کرنا چاہیں گے' کر سکیں گے۔

ہیں۔ (۱) (۱۷)

وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾
اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے۔ (۲) (۱۸)

وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾
اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح گاڑ دیئے گئے ہیں۔ (۳) (۱۹)

وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾
اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔ (۴) (۲۰)

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾
پس آپ نصیحت کر دیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ (۵) (۲۱)

لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾
آپ کچھ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔ (۶) (۲۲)

إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾
ہاں! جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے۔ (۲۳)

---

(۱) اونٹ عرب میں عام تھے اور ان عربوں کی غالب سواری یہی تھی، اس لیے اللہ نے اسی کا ذکر کر کے فرمایا کہ اس کی خلقت پر غور کرو، اللہ نے اسے کتنا بڑا وجود عطا کیا ہے اور کتنی قوت وطاقت اس کے اندر رکھی ہے۔ اس کے باوجود وہ تمہارے لیے نرم اور تابع ہے، تم اس پر جتنا چاہو بوجھ لاد دو، وہ انکار نہیں کرے گا، تمہارا ماتحت ہو کر رہے گا۔ علاوہ ازیں اس کا گوشت تمہارے کھانے کے، اس کا دودھ تمہارے پینے کے اور اس کی اون گرمی حاصل کرنے کے کام آتی ہے۔

(۲) یعنی آسمان کتنی بلندی پر ہے، پانچ سو سال کی مسافت پر، پھر بھی بغیر ستون کے وہ کھڑا ہے۔ اس میں کوئی شگاف اور کجی بھی نہیں ہے۔ نیز ہم نے اسے ستاروں سے مزین کیا ہوا ہے۔

(۳) یعنی کس طرح انہیں زمین پر میخوں کی طرح گاڑ دیا گیا ہے تاکہ زمین حرکت نہ کرے۔ نیز ان میں جو معدنیات اور دیگر منافع ہیں، وہ اس کے علاوہ ہیں۔

(۴) یعنی کس طرح اسے ہموار کر کے انسان کے رہنے کے قابل بنایا ہے، وہ اس پر چلتا پھرتا، کاروبار کرتا اور فلک بوس عمارتیں تعمیر کرتا ہے۔

(۵) یعنی آپ کا کام صرف تذکیر اور تبلیغ و دعوت ہے، اس کے علاوہ یا اس سے بڑھ کر نہیں۔

(۶) کہ انہیں ایمان لانے پر مجبور کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ہجرت سے قبل کا حکم ہے جو آیت سیف سے منسوخ ہو گیا، کیوں کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا : (لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ) فَإِذَا قَالُوهَا ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا ؛ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ» . (صحیح بخاری، باب وجوب الزکوٰۃ مسلم کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا.....) "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں۔ جب وہ یہ اقرار کر لیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو بچا لیا۔ سوائے حق اسلام کے، (جو اگر ہمارے علم میں نہ آیا تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے"۔

فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾
اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

اسے اللہ تعالیٰ بہت بڑا عذاب دے گا۔[1] (۲۴)
بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے۔(۲۵)
پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔[2] (۲۶)

سُوْرَةُ الْفَجْرِ

سورۂ فجر مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾
وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾
وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾
وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾

قسم ہے فجر کی![3] (۱)
اور دس راتوں کی![4] (۲)
اور جفت اور طاق کی![5] (۳)
اور رات کی جب وہ چلنے لگے۔[6] (۴)
کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے۔؟[7] (۵)

(۱) یعنی جہنم کا دائمی عذاب۔
(۲) مشہور ہے کہ اس کے جواب میں اَللّٰھُمَّ! حَاسِبْنَا حِسَابًا یَّسِیْرًا ۔پڑھا جائے۔ یہ دعا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جو آپ ﷺ اپنی بعض نمازوں میں پڑھتے تھے' جیسا کہ سورۂ اشقاق میں گزرا۔ لیکن اس کے جواب میں پڑھنا' یہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔
(۳) اس سے مراد مطلق فجر ہے' کسی خاص دن کی فجر نہیں۔
(۴) اس سے اکثر مفسرین کے نزدیک ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔جن کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عشرہ ذوالحجہ میں کیے گئے عمل صالح اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حتیٰ کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا پسندیدہ نہیں' سوائے اس جہاد کے جس میں انسان شہید ہی ہو جائے"۔ (البخاری' کتاب العیدین' باب فضل العمل فی أیام التشریق)
(۵) اس سے مراد جفت اور طاق عدد ہیں یا وہ معدودات جو جفت اور طاق ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں' کہ یہ دراصل مخلوق کی قسم ہے' اس لیے کہ مخلوق جفت (جوڑا) یا طاق (فرد) ہے۔ اس کے علاوہ نہیں۔ (ایسر التفاسیر)
(۶) یعنی جب آئے اور جب جائے' کیوں کہ سَیْرٌ (چلنا) آتے' جاتے دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔
(۷) ذٰلِكَ سے مذکورہ مقسم بہ اشیا کی طرف اشارہ ہے یعنی کیا ان کی قسم اہل عقل و دانش کے واسطے کافی نہیں ہے؟ حِجْرٌ کے معنی ہوتے ہیں' روکنا' منع کرنا۔ انسانی عقل بھی انسان کو غلط کاموں سے روکتی ہے' اس لیے عقل کو بھی حجر کہا